NOTE: This cover sheet is for address only. You may discard it and the complete Gazette will remain. This is being done as a test to see whether you receive your copy of the Gazette "unbruised" through the mail transit.

لیخرج الذین آمنوا وعملوا الصلحت من الظلمت الی

ایڈیٹر: ظفر احمد سرور

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دِن محبُوب میرا
کروں گا دُور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اِک دِل کی غذا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے الہامی الفاظ

خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہٗ و عزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفٰے کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھُلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملیگا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس رُوح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاوّل والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کانّ اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً۔

سبز اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

"تم خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو"

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں :-

میں اس موقعہ پر یہاں آپ لوگوں کو یہ بشارت دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُس پیشگوئی کو پُورا کر دیا جو مصلح موعود کے ساتھ تعلق رکھتی تھی وہاں میں آپ لوگوں کو ان ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں جو آپ لوگوں پر عائد ہوتی ہیں۔ آپ لوگ جو میرے اس اعلان کے مصدّق ہیں آپ کا اوّلین فرض یہ ہے کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک اسلام اور احمدیت کی فتح اور کامیابی کے لیے بہانے کو تیار ہو جائیں۔ بے شک آپ لوگ خوش ہو سکتے ہیں کہ خدا نے اس پیشگوئی کو پُورا کیا۔ بلکہ میں کہتا ہوں آپ کو یقیناً خوش ہونا چاہیئے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود لکھا ہے کہ تم خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی۔ پس میں تمہیں خوش ہونے سے نہیں روکتا، میں تمہیں اُچھلنے اور کُودنے سے نہیں روکتا۔ بے شک تم خوشیاں مناؤ اور خوشی سے اُچھلو اور کُودو لیکن میں کہتا ہوں اس خوشی اور اُچھل کُود میں تم اپنی ذمہ داریوں کو فراموش مت کرو جس طرح خدا نے مجھے رؤیا میں دکھایا تھا کہ میں تیزی کے ساتھ بھاگتا چلا جا رہا ہوں اور زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی جا رہی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے الہاماً میرے متعلق یہ خبر دی ہے کہ میں جلد جلد بڑھوں گا۔ پس میرے لیئے یہی مقدّر ہے کہ میں سرعت اور تیزی کے ساتھ اپنا قدم ترقیات کے میدان میں بڑھاتا چلا جاؤں مگر اس کے ساتھ ہی آپ لوگوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنے قدم کو تیز کریں اور اپنی سُست روی کو ترک کر دیں۔ مبارک ہے وہ جو میرے قدم کے ساتھ اپنے قدم کو ملاتا اور سُرعت کے ساتھ ترقیات کے میدان میں دوڑتا چلا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اُس شخص پر جو سُستی اور غفلت سے کام لے کر اپنے قدم کو تیز نہیں کرتا اور میدان میں آگے بڑھنے کی بجائے منافقوں کی طرح اپنے قدم کو پیچھے ہٹا لیتا ہے۔ اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو، اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر سمجھتے ہو تو قدم بقدم اور شانہ بشانہ میرے ساتھ بڑھتے چلے آؤ تا کہ ہم کفر کے قلب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑ دیں اور باطل کو ہمیشہ کے لیئے صفحۂ عالم سے نیست و نابود کر دیں۔ اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ زمین اور آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں"۔

("الموعود" خطاب برموقع جلسہ سالانہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۴ء صہ ۲۱۱ تا صہ ۲۱۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

"جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا"

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو حضرت مسیح موعود نے ایک اشتہار لکھا جس میں وہ پیشگوئی جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بہت عظیم بیٹے کی خبر دی تھی۔ وہ پیشگوئی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے متعلق تھی۔ بعد ازاں سبز رنگ کے کاغذ پر ایک اشتہار چھپوایا گیا جسے سبز اشتہار کہتے ہیں۔ اس میں حضرت مسیح موعود نے لکھا کہ مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے، اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر رکھا گیا ہے۔

۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء ہفتہ کے دن رات کے گیارہ بجے آپ کی مبارک پیدائش ہوئی۔ حضرت مصلح موعودؓ کا عقیقہ ۱۸ جنوری ۱۸۸۹ء جمعہ کے دن ہوا۔ بچپن کے آپ کی بیمار کھلائی کی بے احتیاطی کے باعث آپ کو بہت زیادہ کھانسی، بخار اور خنازیر کی گلٹیاں پھولنے کی شکایت ہو جاتی۔ ڈاکٹر کے مطابق اس بچے کا بچنا مشکل تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو لمبی عمر دینے کا اور آپ سے بڑے بڑے کام لینے کا وعدہ کیا ہوا تھا اس لیئے ڈاکٹروں کی مایوسی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے خود اپنے فضل سے آپ کو بچا لیا۔

۷ جون ۱۸۹۷ء کو آپ کی آمین ہوئی۔ اس مبارک موقع پر حضرت مسیح موعودؑ نے ایک نظم لکھی جس کے کچھ اشعار یہ ہیں۔

کیوں کر ہو شکر تیرا، تیرا ہے جو ہے میرا

تو نے ہر اک کرم سے گھر بھر دیا ہے میرا

جب تیرا نور آیا جاتا رہا اندھیرا

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا

دل دیکھ کر یہ احساں تیری ثنائیں گایا

صد شکر ہے خدایا، صد شکر ہے خدایا

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

۱۸۹۸ء میں تعلیم الاسلام سکول بنا تو آپ اس میں داخل ہو گئے۔ آپ کے استاد حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کہتے ہیں کہ میں نے بچپن سے ہی حضور میں سوائے اچھی عادتوں کے اور اچھے اخلاق کے کچھ نہیں دیکھا۔ ابتداء میں ہی آپ میں نیکی اور تقویٰ کے آثار ملتے تھے۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں آپ کا نکاح حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی بیٹی حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ سے رڑکی میں ہوا۔ اور ۱۹۰۳ء میں آپ کی شادی ہوئی۔

۱۹۱۲ء میں آپ پہلے مصر اور پھر عرب تشریف لے گئے اور خانہ کعبہ کا حج کیا۔ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت خلیفہ اول کے مبارک ہاتھ پر سب سے پہلے حضرت مصلح موعود نے بیعت کی۔ حضرت خلیفہ اول نے ایک موقع پر فرمایا کہ "میاں محمود میرا سچا فرمانبردار ہے اور ایسا فرمانبردار کہ تم میں سے ایک بھی نہیں"۔

آپ کی پہلی کتاب حضرت مسیح موعود پر دشمنوں کے اعتراضات کے جواب میں تھی جس کا نام "صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے" ہے۔ جون ۱۹۱۳ء میں آپ نے الفضل نکالا۔ جماعت کے پاس ان دنوں کافی پیسے نہ تھے، اس لیئے آپ کی اہلیہ حضرت ام ناصر صاحبہؓ نے اپنے سارے زیور حضور کی خدمت میں پیش کر دیئے۔

۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہویؓ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ کا خلافت کیلئے پیش کیا۔ پہلے تو آپ نے انکار کیا لیکن لوگوں کا جوش اور اصرار دیکھ کر آپ سمجھ گئے کہ خدا تعالیٰ کا یہی فیصلہ ہے چنانچہ آپ نے لوگوں سے بیعت لے لی۔

۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء کو آپ کے ارشاد پر مسجد مبارک قادیان میں ملک بھر کے احمدی نمائندوں کی مجلس شوریٰ ہوئی اس میں آپ نے فرمایا "میں چاہتا ہوں کہ ہم میں ایسے لوگ ہوں جو ہر زبان جاننے والے ہوں تاکہ ہم ہر زبان میں آسانی سے تبلیغ کر سکیں"۔ لندن میں خلافت اولیٰ کے مبارک عہد میں احمدیہ مشن قائم ہو چکا تھا۔ آپ کی خلافت کے دوسرے سال

جماعت کا دوسرا بیرونی مشن ماریشس میں قائم ہوا۔

۳۱ مئی ۱۹۱۶ء کو حضرت خلیفہ اوّل کی صاحبزادی حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہ سے آپ کا نکاح ہوا۔ ۷ دسمبر ۱۹۱۷ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے زندگی وقف کرنے کی تحریک کی۔ اس تحریک پر سب سے پہلے ۶۳ نوجوانوں نے اپنے نام پیش کئے۔ ۱۹۱۹ء میں آپ کے کہنے پر قادیان میں احمدی یتیم بچوں کیلئے احمدیہ یتیم خانہ قائم کیا گیا تاکہ یتیم بچوں کا کوئی ٹھکانہ بن جائے اور وہ ادھر ادھر ٹھوکریں نہ کھاتے پھریں۔

۱۲ فروری ۱۹۲۱ء کو آپ نے ایک صحابی حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار صاحبؓ کی بیٹی حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ سے شادی کی جو ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد صاحب کی والدہ ماجدہ ہیں۔

۲۵ دسمبر ۱۹۲۲ء کو آپ نے لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۲۳ء کے شروع میں آپ نے شدھی تحریک کے خلاف کام شروع کیا جس کے نتیجے میں بہت سے مسلمان ہندو ہونے سے بچ گئے۔ ۱۳ اپریل ۱۹۲۵ء کو حضرت مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری کی صاحبزادی حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ سے آپ کا نکاح ہوا۔ ۱۹۲۵ء میں ہی احمدی عورتوں کی علمی ترقی کیلئے آپ نے قادیان میں مدرسۃ الخواتین کی بنیاد رکھی۔ آپ فرماتے تھے کہ اگر ۵۰ فیصد عورتوں کی اصلاح ہو جائے تو جماعت ترقی کرے گی۔

یکم فروری ۱۹۲۶ء کو حضور کا نکاح سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب آف جدہ کی بیٹی حضرت عزیزہ بیگم صاحبہ سے ہوا۔ ۱۵ اپریل ۱۹۲۸ء کو آپ نے دینی تعلیم کیلئے جامعہ احمدیہ کا قیام فرمایا۔ جو اب بھی ربوہ میں قائم ہے۔ اور جہاں سے احمدیت کے مبلغ تیار ہو کر نکلتے ہیں۔ جو اپنے ملک میں بھی اور دوسرے ملکوں میں بھی احمدیت اور اسلام سے متعلق لوگوں کو بتاتے ہیں۔ ان کی کوششوں سے اور خدا کے فضل سے ہر سال بہت سے لوگ احمدی مسلمان ہو جاتے ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کیلئے آپ نے تعلیم الاسلام کالج بھی بنایا۔

۱۹۲۴ء میں آپ انگلستان کی ایک مذہبی کانفرنس میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے۔ آپ کا مضمون احمدیت یعنی حقیقی اسلام حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ نے پڑھا جو بہت پسند کیا گیا۔

دسمبر ۱۹۳۰ء میں آپ کے بڑے بھائی حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس طرح وہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"۔ ۱۹۳۱ء میں کشمیر کے مسلمانوں پر ہندوؤں کے ظلم بڑھ گئے تو آپ نے فوراً وائسرائے ہند کو تار بھجوایا کہ کشمیر کے مسلمانوں کی مشکلات دور کی جائیں۔

آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی بنی اور خواجہ حسن نظامی صاحب اور علامہ اقبال نے صدارت کیلئے آپ کا نام پیش کیا پہلے تو آپ نے بہت انکار کیا لیکن ان کے بار بار زور دینے پر کہ "مسلمانوں کو اس وقت آپ کی مدد کی ضرورت ہے" آپ مان گئے۔

۳۰ ستمبر ۱۹۳۵ء کو آپ کی شادی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی بیٹی حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ سے ہوئی۔ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۰ء تک آپ کی قائم کردہ فرقان بٹالین نے کشمیر کی آزادی کے لئے پاکستانی فوج کی مدد کی۔ ۱۹۳۴ء میں آپ نے تحریکِ جدید کی بنیاد رکھی۔ آپ نے ذاتی طور پر تحریک کے فنڈ میں ایک لاکھ اٹھارہ ہزار چھ سو چھیاسی روپے چندہ دیا۔ اس کے علاوہ اپنی قیمتی زمین بھی تحریک جدید کو دے دی۔ آپ نے سب بیٹوں کو دین حق کی خدمت کیلئے وقف کر دیا تھا فرمایا "میرے تیرہ لڑکے ہیں اور تیرہ کے تیرہ دین کے لئے وقف ہیں"۔

احمدی نوجوانوں میں صنعت و حرفت کا شوق پیدا کرنے کیلئے آپ نے دارالصناعت قائم کیا اور اس کے افتتاح کے موقع پر اپنے ہاتھ میں رندہ لے کر لکڑی صاف کی، اور آری سے لکڑی کاٹ کر اپنے عمل سے یہ بتلایا کہ اپنے ہاتھوں سے کام کرنا ذلت نہیں بلکہ عزت دیتا ہے۔

۱۹۳۸ء میں نہایت شاندار اور اہم تحریک مجلس خدام الاحمدیہ کی بنیاد رکھی۔ یہ نوجوانوں کی تنظیم ہے۔ اور اس لئے بنائی گئی ہے تاکہ ہر زمانے میں جماعت کے نوجوانوں کی تربیت اس طرح ہوتی رہے کہ وہ اسلام کا جھنڈا بلند رکھیں۔ اس کے ماتحت اطفال الاحمدیہ کی تنظیم بنائی تاکہ بچپن سے بچوں کی تربیت اسلام کے مطابق کی جا سکے۔ ۱۹۳۹ء میں

ہجری شمسی سال کے اجراء کیلئے کمیٹی بنائی۔

جولائی ۱۹۴۰ء انصار اللہ کی تنظیم بنائی اس میں ۴۰ سال سے اوپر کے مرد شامل ہیں تاکہ جماعت کے بوڑھے بھی سست ہو کر نہ بیٹھ جائیں اور وہ بھی جماعت کے کاموں میں حصہ لیں۔ جنوری ۱۹۴۴ء میں اللہ تعالیٰ نے خواب میں آپ کو بتایا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ ۲۴ جولائی ۱۹۴۴ء کو سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت حضرت سید عزیز اللہ شاہ صاحب ابن حضرت سید عبدالستار صاحب سے آپ کا نکاح ہوا۔

۱۹۴۷ء میں جب پاکستان بننے کے بعد فساد شروع ہوئے تو آپ نے قادیان کو ایک کیمپ بنا دیا۔ جہاں آس پاس کے مسلمانوں نے پناہ لی آپ نے فیصلہ کیا کہ سارے احمدی قادیان نہیں چھوڑیں گے چنانچہ آپ کے حکم سے تقریباً ۳۱۳ احمدی قادیان میں ہی رہے۔ آپ نے اپنے صاحبزادے مرزا وسیم احمد صاحب کو بھی قادیان میں ہی رہنے کا حکم دیا۔

پاکستان میں آپ نے ربوہ کی بنیاد رکھی۔ ربوہ کا مطلب ہے اونچی جگہ۔ آپ اللہ تعالیٰ سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور قرآن شریف سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی قرآن شریف کو سمجھنے اور سمجھانے میں گزار دی۔ ۱۹۵۴ء میں جب آپ مسجد مبارک ربوہ میں نماز عصر پڑھا کر واپس آنے لگے تو ایک دشمن نے چاقو سے آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ کی گردن پر بہت گہرا زخم لگا لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کو بچا لیا۔

آپ ساری ساری رات جاگ کر قرآن شریف کی تفسیر لکھتے رہے آپ نے قرآن شریف کی جو مختصر تفسیر لکھی ہے اس کا نام تفسیر صغیر ہے ایک تفسیر زیادہ تفصیل سے کی ہے وہ تفسیر کبیر کہلاتی ہے۔

آپ ہر انسان کی عزت کرتے تھے، اور کسی کو برا نہیں سمجھتے تھے، ایک دفعہ صفائی کرنے والے خاکروب نے آپ کے ایک نواسہ کے منہ پر پیار کر لیا اس پر بچوں نے اسے چھیڑا کہ جمعدار نے تمہیں پیار کر لیا ہے اور تم بھی گندے ہو گئے ہو۔ جب حضور کو پتہ لگا تو حضور نے اسے بلا کر پوچھا کہ تمہیں جمعدار نے کہاں پیار کیا تھا۔ بچے نے گال پر انگلی رکھ کر بتایا کہ اس جگہ۔ حضور نے بچے کو اپنے ساتھ چمٹا کر اسی جگہ پیار کیا اور اس طرح بچوں کو یہ سبق دیا کہ کوئی آدمی بھی برا نہیں ہوتا۔

آپ کی آواز بہت اچھی تھی۔ تلاوت کرتے تھے تو دل چاہتا تھا کہ بس سنتے جائیں۔ تقریر ایسی کرتے تھے کہ بس مزہ آجاتا تھا۔ کئی کئی گھنٹے تقریر کرتے اور سننے والے کا دل چاہتا کہ تقریر ہوتی رہے، کبھی ختم نہ ہو۔ ۱۹۵۶ء میں بغرض علاج یورپ تشریف لے گئے۔ ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی رات تقریباً ۲ بجے اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے امام حضرت مصلح موعودؓ کو اپنے پاس بلا لیا۔

محمود نام ہے ترا ہر کام خیر ہے
ہر فعل ہر عمل ترا ہر گام خیر ہے
تیری تمام زندگی تقویٰ کی ہے مثال
آغاز خیر تھا ترا انجام خیر ہے

تعلّق باللّٰہ

(منقول از ضمیمہ تریاق القلوب صفحہ ۵ ایڈیشن اول مطبوعہ سنہ ۱۹۰۲ء)

کبھی نُصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وُہی اُس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
نہیں راہ اُس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اُس سے قربت کو
اُسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

آئندہ بیس سال میں واقفینِ نو پر بہت بھاری ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں

ساری دنیا میں ہر واقفِ نو کی زندگی پر نظامِ جماعت کی نظر رہنی چاہیئے

واقفینِ نو بچوں کو تین زبانیں سکھانے کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دی جائے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء میں واقفینِ نو کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

واقفینِ نو کے والدین کو ہدایات

لیکن اس کے علاوہ واقفینِ نو کی جو فوج ہے اس پر آئندہ بیس سال تک بہت بڑی بڑی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں اور اس پہلو سے میں جماعت کے اس حصے کو نصیحت کرتا ہوں جس کو خدا تعالیٰ نے وقفِ نو میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ تحریک جدید کی ہدایات کے مطابق اپنے بچوں کی تیاری میں پہلے سے زیادہ بڑھ کر سنجیدہ ہو جائیں اور بہت کوشش کر کے ان واقفین کو خدا تعالیٰ کی راہ میں عظیم الشان کام کرنے کے لئے تیار کرنا شروع کریں۔ خدا کی خاطر بچے تیار کرنا اس سے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ جتنا عید پر قربانی کے لئے لوگ جانور تیار کرتے ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے ملک میں یہ رواج ہے کہ بعض لوگ دوسری نیکیاں کچھ کریں یا نہ کریں۔ نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں لیکن عید کی قربانی کے لئے مینڈھا بڑے پیار سے پالتے ہیں اور بعض دفعہ اس پر بہت بہت خرچ کرتے ہیں۔ ایسے مزدور بھی ہیں جو اپنے بچوں کا پیٹ پوری طرح پال نہیں سکتے۔ لیکن اپنے مینڈھے کو چنے ضرور کھلائیں گے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے پیش کرنا ہے اور پھر اسے سجاتے ہیں اور اس پر کئی قسم کے زیور ڈالتے ہیں۔ پھول چڑھاتے ہیں۔ اس کو مختلف رنگ میں رنگ دیتے ہیں اور جب وہ قربانی کے لئے لے کر جاتے ہیں تو بہت ہی سجا سجا کر جس طرح دلہن جا رہی ہو اس طرح وہ سجا کر لے جاتے ہیں۔

واقفینِ نو کو بچپن سے متقی بنائیں

یہ بچے قربانی کے مینڈھے سے بہت زیادہ عظمت رکھتے ہیں اور ان کے ماں باپ کو اس سے بہت زیادہ محبت سے ان کو خدا کے حضور پیش کرنا چاہیئے جتنی محبت سے خدا کی راہ میں بکرا ذبح کرنے والا اس کی تیاری کرتا ہے یا مینڈھے کی تیاری کرتا ہے۔ ان کا زیور کیا ہے؟ وہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ ہی سے یہ سجائے جائیں گے۔ اس لئے سب سے زیادہ اہمیت اس بات کی ہے کہ ان واقفینِ نو کو بچپن ہی سے متقی بنائیں اور ان کے ماحول کو پاک اور صاف رکھیں۔ ان کے سامنے ایسی حرکتیں نہ کریں جن کے نتیجہ میں ان کے دل دین سے ہٹ کر دنیا کی طرف مائل ہونے لگ جائیں۔ ان پر اس طرح پوری توجہ دیں جس طرح ایک بہت ہی عزیز چیز کو ایک بہت عظیم مقصد کے لئے تیار کیا جا رہا ہو۔ اور اس طرح ان کے دل میں تقویٰ بھر دیں کہ پھر یہ آپ کے ہاتھ میں کھیلنے کی بجائے براہِ راست خدا کے ہاتھ میں کھیلنے لگیں اور جس طرح ایک چیز دوسرے کے سپرد کر دی جاتی ہے۔ تقویٰ ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعے آپ یہ بچے شروع ہی سے خدا کے سپرد کر سکتے ہیں اور درمیان کے سارے واسطے اور سارے مراحل ہٹ جائیں گے۔ رسمی طور پر تحریک جدید سے بھی واسطہ رہے گا اور نظامِ جماعت سے بھی واسطہ رہے گا مگر فی الحقیقت بچپن ہی سے جو بچے آپ خدا کی گود میں ڈالیں، خدا خود ان کو سنبھالتا ہے اور خود ہی ان کا انتظام فرماتا ہے، خود ہی ان کی نگہداشت کرتا ہے جس طرح کہ حضرت (بانیٔ سلسلہ - ناقل) کی خدا نے نگہداشت فرمائی۔ آپ لکھتے ہیں:

> ؎ ابتداء سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
>
> گود میں تیری رہا میں مثلِ طفلِ شیر خوار

آپ نے یقیناً بڑی وسیع نظر سے اور گہری نظر سے اپنے ماضی کا مطالعہ کیا ہو گا۔ تب جا کر اس شعر کا مضمون آپ کے دل سے ہویدا ہوا ہے، آپ نے غور کیا ہو گا بچپن میں دودھ پینے کے زمانے تک بھی جہاں تک یادداشت جاتی ہو کہ ابتداء ہی سے خدا کا پیار دل میں تھا۔ خدا کا تعلق دل میں تھا۔ ہر بات میں خدا حفاظت فرما رہا تھا۔ ہر قدم پر اللہ تعالیٰ رہنمائی فرما رہا تھا اور جس طرح ایک طفلِ شیر خوار ماں کی گود میں رہتا ہے، حضرت (بانیٔ سلسلہ - ناقل) عرض کرتے ہیں کہ اے خدا! میں تو ہمیشہ تیری گود میں رہا۔ پس ان بچوں کو خدا کی گود میں دے دیں۔ کیونکہ ذمہ داریاں بہت بڑی ہیں اور کام بہت زیادہ ہیں۔ ہماری تعداد ان قوموں کی تعداد کے مقابل پر کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی جن کو ہم نے (دینِ حق - ناقل) کے لئے فتح کرنا ہے۔ ہماری عقلیں، ہمارے علوم، ہماری دنیاوی طاقتیں ان قوموں کی عقلوں اور علوم اور دنیاوی طاقتوں کے مقابل پر کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتیں جن کو ہم نے خدا کے لئے فتح کرنا ہے۔ پس ایک ہی راہ ہے اور صرف ایک راہ ہے کہ ہم اپنے وجود کو اور اپنے واقفین کے وجود کو خدا کے سپرد کر دیں۔ اور خدا کے ہاتھوں میں کھیلنے لگیں۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ کوئی چیز خواہ کیسی بھی کمزور کیوں نہ ہو اگر وہ طاقتور کے ہاتھ میں ہو تو حیرت انگیز کام دکھاتی ہے۔ کوئی چیز کیسی ہی بے عقل کیوں نہ ہو۔ اگر صاحبِ فہم

عقل کے ہاتھ میں ہو تو اس سے عظیم الشان کام لئے جا سکتے ہیں۔ ہم تو محض مہرے ہیں اور اس حیثیت کو ہمیشہ سمجھنا اور ہمیشہ پیش نظر رکھنا احمدی کے لئے ضروری ہے آپ نے دیکھا نہیں کہ شطرنج کھیلنے والے ان مہروں سے کھیلتے ہیں جن میں اتنی بھی طاقت نہیں ہوتی کہ ایک گھر سے اُٹھ کر دوسرے گھر تک جا سکیں۔ عقل کا کیا سوال، شعور کا ادنیٰ احساس بھی موجود نہیں ہوتا کہ وہ یہ معلوم کریں کہ کس گھر میں جانا ہماری بقاء کے لئے ضروری ہے اور کس گھر میں جانا شکست کا اعلان ہوگا۔ بے جان، بے طاقت مہرے جو ہل بھی نہیں سکتے، جو سوچ بھی نہیں سکتے اور ایک صاحب فہم اچھا شاطر، شطرنج کا ماہر ان کو اس طرح چلاتا ہے کہ بڑے سے بڑے عقل والوں کو بھی شکست دے دیتا ہے اور شکست اور فتح کا فیصلہ ان بے جان مہروں کی بساط پر ہو رہا ہوتا ہے جو نہ طاقت رکھتے ہیں، نہ عقل رکھتے ہیں۔ پس خدا کے عظیم کام بھی اسی طرح چلتے ہیں۔ ہم اُن بے جان مہروں کی طرح ہیں۔ ہمارے سامنے بھی کچھ مہرے ہیں لیکن ان مہروں کی طاقت شیطان کے ہاتھ میں ہے۔ بے خداؤں کے ہاتھ میں ہے اور کچھ مہرے ایسے بھی ہیں جو خود اپنے آپ کو خدا سمجھ رہے ہیں اور خود چلتے ہیں اور خود سوچنے کی بھی طاقت رکھتے ہیں، اس کے مقابل پر ہم وہ بے جان مہرے ہیں جن میں نہ کوئی طاقت ہے، نہ کوئی دماغ ہے مگر ہم اپنے خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ یہ احساس انکساری جو سچا ہے۔ جس میں کوئی ایسی بات نہیں، جو انکساری کی خاطر بڑھا کر پیش کی گئی ہو۔ امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا کے مقابل پر ہماری حیثیت اس سے زیادہ نہیں ہے۔ ہاں خدا اگر چاہے اور وہ ہم سے کام لینا شروع کرے اور ہم اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیں تو یہ شطرنج کی بازی یقیناً (احمدیت۔ ناقل) کے حق میں چلتی جائے گی۔ دنیا کی کوئی طاقت اس بازی کو (دین حق۔ ناقل) کے خلاف اُلٹا نہیں سکتی۔

واقفین نو کو بر وقت سنبھالنے کی ضرورت

اس پہلو سے ان بچوں کی تیاری کی ضرورت ہے۔ ان کو خدا کے سپرد کریں۔ اور جہاں تک تحریک جدید کے ان پر نظر رکھنے کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا، اُن کو میں نے ہدایات دی ہیں۔ وہ تیاری بھی کر رہے ہیں۔ مجھے صرف ڈر یہ ہے کہ اس تیاری میں دیر نہ کر دیں، یہ سمجھتے ہوئے کہ ابھی تو چھوٹے بچے ہیں ابھی انہوں نے بڑے ہونا ہے حالانکہ بچپن ہی سے بچوں کو سنبھالیں گے تو وہ سنبھالے جائیں گے۔ جب غلط روش پر بڑے ہو گئے تو اس غلط روش کو بعد میں درست کرنا بہت ہی محنت کا اور جان جوکھوں کا کام بن جاتا ہے۔ یہ وقت ہے کہ جب یہ نرم نرم کونپلیں ہیں، اس وقت ان کو جس ڈھب پر چاہیں یہ چل سکتی ہیں۔ اس وقت ان کی طرف توجہ کریں اور اس وقت ان کو سنبھالیں اور ساری دنیا میں ہر واقفِ نو کی زندگی پر جماعت کے نظام کی نظر رہنی چاہیئے اور ان کے والدین سے رابطے ہونے چاہئیں اور اُن کو پتہ ہونا چاہیئے کہ ہم ایک زندہ نظام کے ہاتھ میں ہیں جس کے ذریعے خدا کی تقدیر کار فرما ہے۔ یہ احساس بہت ضروری ہے۔ یہ احساس تبھی پیدا ہوگا جب تحریک جدید کا مرکزی نظام ان لوگوں سے فعال اور زندہ رابطے رکھے گا اور خبریں لے گا کہ بتاؤ! اس بچے کا کیا حال ہے جو تم نے خدا کے سپرد کر دیا ہے۔ کتنی بڑی ذمے داری ہے کہ تمہارے گھر میں خدا کا ایک مہمان ہے۔ ویسے تو ہم سب خدا کے ہیں۔ لیکن ایسا مہمان ہے جس کو تم خدا کے لئے تیار کر رہے ہو۔ کس طرح ان کی پرورش کر رہے ہو۔ ہمیں بتایا کرو۔ ہمیں اس کے حالات سے باخبر رکھو۔ اس کی صحت سے باخبر رکھو۔ اس کی چال ڈھال، اس کے انداز سے باخبر رکھو اور باقاعدہ ان کو ہدایتیں دیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ تم اس بچے سے یہ کام لو اور اس بچے سے یہ کام لو۔

واقفین نو کو زبانیں سکھانے کا کام ابھی سے شروع کر دیں

اس ضمن میں میں سمجھتا ہوں کہ وہ بچے خصوصیت سے جو مغربی دنیا میں وقف ہیں ان کو اللہ تعالےٰ کے فضل کے ساتھ دوسری دنیا کے بچوں کے مقابل پر یہ بہت زیادہ سہولت حاصل ہے کہ وہ مختلف زبانیں سیکھ سکیں۔ زبانیں سیکھنا بہت مشکل کام ہے اور بچپن ہی سے شروع ہونا چاہیئے اور زبانیں سکھانا بھی بہت ہی مشکل کام ہے اور بڑے بڑے ماہرین کی ضرورت ہے جنہوں نے زندگیاں اس کام کے لئے وقف کر رکھی ہوں اور بڑی بڑی وسیع تحقیقات میں وہ ہی نہیں بلکہ ان کے بہت سے ساتھی بھی ایک لمبا عرصہ تک مصروف رہے ہوں۔ ایسی سہولتیں مغرب کے ترقی یافتہ ممالک میں میسر ہیں۔ اس پہلو سے تحریک جدید کو چاہیئے کہ مشرقی یورپ اور اشتراکی دنیا کے ان ممالک کے لئے جہاں عموماً مغربی زبانیں بولی جاتی ہیں اور پھر چین کے لئے اور دوسرے کوریا، شمالی کوریا اور ویٹنام وغیرہ کے لئے جہاں مشرقی زبانیں بولی جاتی ہیں، معیّن طور پر بچوں کو ابھی سے نشان لگا دیں۔ جس کو انگریزی میں (مقرر) EAR MARK کرنا کہتے ہیں۔ اور اگر فی الحال ان کی نظر میں دس کی ضرورت ہے تو بیس یا تیس تیار کریں۔ اب یہ تو اعداد و شمار دیکھ کر فیصلہ ہوگا کہ کس ملک کے لئے کتنے بچے تیار کئے جا سکتے ہیں لیکن ابھی سے یہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً اگر پولینڈ کے لئے ہم نے کچھ بچے تیار کرنے ہیں تو ایسے ممالک سے جہاں پولش زبان سیکھنے کی سہولت ہے، واقفین بچے لینے چاہئیں۔ جرمنی میں اللہ تعالےٰ کے فضل کے ساتھ جماعت کافی تعداد میں موجود ہے اور جرمنی کی جماعت چونکہ اللہ کے فضل سے قربانی میں بھی بہت پیش پیش ہے، وہاں ایک بڑی تعداد ایسے جوڑوں کی ہے جنہوں نے اپنے بچے وقف کئے ہیں اور ابھی بھی کر رہے ہیں تو ایسے بچوں سے جو کسی خاص زبان سیکھنے کی سہولت رکھتے ہوں، وہی کام لینے چاہئیں جو ان کے مناسبِ حال ہیں۔ اس پہلو سے اور بھی بہت سی ایسی زبانیں ہیں جن کا جرمنی سے تعلق ہے اور جرمن قوم ان سے پُرانے تاریخی روابط رکھتی ہے۔ پھر انگلستان میں بھی بہت سی زبانیں سیکھنے کا انتظام ہے۔ یہاں بھی کچھ بچے خاص زبانوں کے لئے تیار کئے جا سکتے ہیں۔ شمالی یورپ میں، سکنڈے نیویا میں بھی بعض خاص زبانیں سیکھنے کا انتظام باقی جگہوں سے زیادہ ہے وہاں خصوصیت سے بعض گروہ بعض خاص ملکوں کے لئے تیار کئے جا سکتے ہیں۔ غرضیکہ یہ ایک ایسا کام ہے جس کو عمومی نظر سے دیکھ کر فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ تفصیلی نظر سے سب بچوں پر لڑکوں پر اور لڑکیوں پر، نظر ڈالتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم نے فلاں ملک کیلئے دس یا بیس یا تیس واقفین زندگی تیار کرنے ہیں۔ ان میں سے اتنی لڑکیاں ہوں گی جو علمی کاموں میں گھر بیٹھے خدمت دین کر سکتی ہوں۔ ان کو اس خاص طرز سے تیار کرنا ہوگا۔ اتنے لڑکے ہوں گے جن کو ہم نے اللہ تعالےٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ آگے ان میدانوں میں جھونکنا ہے۔ ان کو صرف وہی زبان نہیں چاہیئے جس زبان کے لئے ان کو تیار کیا جا رہا ہے بلکہ اردو زبان کی بھی شدید ضرورت ہوگی تاکہ حضرت اقدس (بانیٔ سلسلہ۔ ناقل) کا لٹریچر خود اردو میں پڑھ سکیں۔ عربی زبان کی بنیادی حیثیت ہے کیونکہ قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ عربی میں ہیں۔ عربی زبان بھی سکھانے کی ضرورت پڑے گی۔

باقی صـ ۱۶ پر

"وہ اُولُوالعزم ہوگا"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

"حضرت (اقدس) کے آخری لمحات تھے اور آپ کے ارد گرد مرد ہی مرد تھے مستورات وہاں سے ہٹ گئی تھیں چارپائی کے تینوں طرف مرد کھڑے تھے۔ میں وہاں جگہ بنا کر آپ کے سرہانے کی طرف چلا گیا یا شاید وہاں نسبتاً کم آدمی ہوں۔

میں وہاں کھڑا ہوا اور میں نے دیکھا کہ حضرت (اقدس) اپنی آنکھ کھولتے، اِدھر اُدھر پھیرتے اور پھر بند کر لیتے۔ پھر کھولتے، اُن کی پتلیاں اِدھر اُدھر مڑتیں اور پھر تھک کر اپنی آنکھوں کو بند کر لیتے۔ کئی دفعہ آپ نے اسی طرح کیا۔ آخر آپ نے زور لگا کر، کیونکہ آخری وقت طاقت نہیں رہتی، اپنی آنکھ کو کھولا اور نگاہ کو چکر دیتے ہوئے سرہانے کی طرف دیکھا۔ نظر گھومتے گھومتے جب آپ کی نظر میرے چہرے پر پڑی تو مجھے اُس وقت ایسا محسوس ہوا جیسے آپ میری ہی تلاش میں تھے اور مجھے دیکھ کر آپ کو اطمینان ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے آنکھیں بند کر لیں۔ آخری سانس لیا اور وفات پا گئے۔ اس وقت میں نے سمجھا کہ آپ کی نظر مجھ کو ہی تلاش کر رہی تھی، اور میں نے اپنے ذہن میں سمجھا کہ میں جو دعائیں کر رہا تھا اُس کا یہ نتیجہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرما دی کہ میں آخری وقت میں آپ کی آنکھوں کو دیکھ سکوں۔

آپ کی وفات کے معاً بعد کچھ لوگ گھبرائے کہ اب کیا ہوگا۔ انسان انسانوں پر نگاہ کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ دیکھو یہ کام کرنے والا موجود تھا یہ تو اب فوت ہو گیا اب سلسلہ کا کیا بنے گا؟ جب ... اس طرح بعض اور لوگ مجھے پریشان حال دکھائی دیئے اور میں نے اُن کو یہ کہتے سُنا کہ اب جماعت کا کیا حال ہوگا تو مجھے یاد ہے گو میں اُس وقت اُنیس ۱۹ سال کا تھا مگر میں نے اُسی جگہ حضرت (اقدس ...) کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا کہ ——

اے خدا! میں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت (اقدس) کے ذریعہ تُو نے نازل فرمایا ہے، میں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔

انسانی زندگی میں کئی گھڑیاں آتی ہیں، سُستی کی بھی، چُستی کی بھی، علم کی بھی، جہالت کی بھی۔ اطاعت کی بھی، غفلت کی بھی۔ مگر آج تک میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ میری گھڑی ایسی چُستی کی گھڑی تھی، ایسی علم کی گھڑی تھی، ایسی عرفان کی گھڑی تھی کہ میرے جسم کا ہر ذرہ اس عہد میں شریک تھا اور اس وقت میں یقین کرتا تھا کہ دُنیا اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کے ساتھ مل کر بھی میرے اِس عہد اور اس ارادہ کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی شاید اگر دُنیا میری باتوں کو سُنتی تو وہ اُن کو پاگل کی بڑ قرار دیتی بلکہ شاید کیا، یقیناً وہ اُسے جنون اور پاگل پن سمجھتی۔ مگر میں اپنے نفس میں اس عہد کو سب سے بڑی

باقی صـ ۱۸ پر

سوچو!

میرے وطن کے ساتھیو! اِس سرزمیں کے باسیو!
اس وطن کی چاہ میں جدوجہد کی راہ میں
ہم بھی تمہارے ساتھ تھے مصروف صبح ورات تھے
اولاد کی اور آن کی قربانی دی تھی جان کی
وہ اِتحاد کیا ہوا!
سوچو ذرا یہ کیا ہوا!

تعلیم قرآں چھوڑ دی تحریر کلمہ چھوڑ دی
دِلوں سے یوں گھٹا دیا ہاتھوں سے خود مِٹا دیا
مسجد کو بھی گرا دیا مشرک کو بھی ہرا دیا
تم نے بڑا سِتم کیا اسلام پر ظلم کیا
مسلم جو تھا وہ کیا ہوا
سوچو ذرا یہ کیا ہوا!

نعرہ جب بلند ہوا تقسیم سارا ہند ہوا
کلمہ کی شاں نِکھر گئی دشمن کی صف بِکھر گئی
وطن عزیز پالیا سب کو گلے لگا لیا
وقت وہ چلا گیا دِلوں کو جو مِلا گیا
جو راز تھا وہ کیا ہوا
سوچو ذرا یہ کیا ہوا!

آمر نے ساز باز کی کچھ یوں زباں دراز کی
ساجد کے دل دہل گئے مَسلک کے پَر بھی جل گئے
الٰہی غضب نے آلیا بویا تھا جو وہ پالیا
باقی نہ اس کا کچھ رہا عبرت کا اک نشاں رہا
مغرور کا یہ کیا ہوا!
سوچو ذرا یہ کیا ہوا!

وطن یہ جب سنبھل گیا خطر کا وقت ٹل گیا
پھر آمر اک کھڑا ہوا کِینہ سے وہ بھرا ہوا
ملّا کے ساتھ جا مِلا عقدہ ہے جس سے یہ کھلا
نفرت کی آگ لگ گئی وحدت کی چھاؤں ڈھل گئی
جو کچھ ہوا یہ کیا ہوا!
سوچو ذرا یہ کیا ہوا!

نہ کلمہ گو کی آن ہے محفوظ نہ اس کی جان ہے
مُسلم کا جو شعار تھا اسلام کا حِصار تھا
وہ نقش سارے مِٹ گئے وہم وگماں میں بٹ گئے
حرص و ہوا میں گِھر گئے تحت الثریٰ میں گر گئے
انسانیت کو کیا ہوا!
سوچو ذرا یہ کیا ہوا!

ملّا کے جھوٹے بول نے طاقت کے پھوٹے خول نے
خود سَر اسے بنا دیا فرعون سے بڑھا دیا
قانون کیا بدل دیا اسلام ہی بدل دیا
پھر جانتے ہو کیا ہوا ظلم و سِتم روا ہوا
عقل وخِرد کو کیا ہوا
سوچو ذرا یہ کیا ہوا!

ننکانہ سارا جل گیا خودغرض دِل بہل گیا
سِکندری میں خوں بہا دیا حیواں کا رُخ دِکھا دیا
یہ کُشت وخون ولوٹ مار لائے گی رنگ ایک بار
قہرِ خدا جب آئے گا ہے کون جو بچائے گا
خوفِ خدا کو کیا ہوا
سوچو ذرا یہ کیا ہوا!

یہ آگ تیرے مَن کی ہے بغض وحسد جلن کی ہے
جس نے تجھے بھسم کیا سب کسب وبل ختم کیا
تم کیا ہمیں جلاؤ گے کیا آگ سے ڈراؤ گے
یہ آگ تو غلام ہے غلام کے غلام ہے
اس آگ سے یہ کیا ہوا!
سوچو ذرا یہ کیا ہوا!

(کلیم اللہ خان)

شہدائے احمدیّت

۸ - حضرت مولوی عبدالحلیم صاحب کابل تاریخ شہادت ۵ فروری ۱۹۲۵ء

۹ - حضرت قاری نورعلی صاحب کابل تاریخ شہادت ۵ فروری ۱۹۲۵ء

حضرت بانیٔ سلسلہ کا الہام "تین بکرے ذبح کئے گئے" اس طرح پورا ہؤا کہ حضرت مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی شہادت (۳۱ اگست ۱۹۲۴ء) کے بعد افغانستان کی حکومت نے دو اور احمدیوں کو سنگساری کی سزا دی۔ یہ دونوں شہدائے احمدیت حضرت مولوی عبدالحلیم صاحب ساکن چار آسیا (کابل) اور حضرت قاری نورعلی صاحب ساکن کابل شہر (افغانستان) تھے جن کو ۵ فروری ۱۹۲۵ء کو سنگسار کرکے شہید کیا گیا۔ (الفضل ۲۱ فروری ۱۹۲۵ء صفحہ ۱)

حضرت مولوی عبدالحلیم صاحب چراسہ کے رہنے والے تھے اور بوقت شہادت آپ کی عمر ۶۰ سال تھی۔ آپ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کے شاگرد تھے۔ عالم، پارسا، متقی اور صوفی آدمی تھے۔

حضرت قاری نورعلی صاحب ۲۵ سال کے جوان تھے۔ آپ صابون فروشی کا کام کرتے تھے۔ آپ حضرت خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب کے شاگرد تھے۔ بہت مخلص، خوش اخلاق اور باخدا انسان تھے۔

واقعہ شہادت کا پس منظر

امیر امان اللہ خان والیٔ افغانستان کے وقت اقوام منگل کی بغاوت کو دور کرنے کے لئے سردار علی احمد جان کو بھیجا جس نے بغاوت کامیابی سے دبا دی اور فاتح منگل کہلایا۔ اس شخص نے حکومتِ افغانستان کی طرف سے بغاوتِ منگل فرو کرنے کی غرض سے مُلّا عبداللہ عرف ملائے لنگ سے لوئی جرگہ میں جو عہد و پیمان کئے ان میں چند احمدیوں کا قتل کیا جانا بھی طے پایا تھا۔ امیر امان اللہ خان نے اپنی مُہر اور دستخطوں سے قرآن کریم پر اس مضمون کا حلف اُٹھا کر بھیجا تھا۔ (زوالِ غازی صفحہ ۲۳۹)

بالفاظِ دیگر حضرت نعمت اللہ خان شہید، حضرت مولانا عبدالحلیم شہید اور حضرت قاری نورعلی صاحب شہید کے قتل ہونے کی تمام تر ذمہ داری امیر امان اللہ خان، سردار علی احمد جان اور مُلّا عبداللہ ملائے لنگ پر تھی اور یہی تینوں ان مظلوموں کے قتل کے باعث تھے اور صلح منگل کی خوشی میں یہ تین احمدی قربانی کے بکرے بنائے گئے تاکہ ان کا صدقہ دے کر حکومتِ افغانستان کے سربراہ امیر امان اللہ خان کا اقتدار بحال رکھا جا سکے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ کئی بدقسمت حکمرانوں نے اپنی حکومتوں کے استحکام کے لئے احمدیوں کے خون سے ہاتھ رنگے مگر ان میں سے کسی ایک کی بھی حکومت قائم نہ رہی۔ افغانستان کے امیر حبیب اللہ خان، امیر امان اللہ خان، یوگنڈا کے صدر عیدی امین اور پاکستان کے ممتاز دولتانہ، ذوالفقار علی بھٹو اور جنرل ضیاء الحق اس کی واضح اور روشن مثالیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ موجودہ حکومت کو بھی ہدایت دے۔

چنانچہ امیر امان اللہ خان نے اقوامِ منگل کو خوش کرنے کی غرض سے اپنی فطری بزدلی سے کام لیا اور حضرت مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی شہادت پر قانع نہ ہؤا اور چند اور احمدیوں کی تلاش میں ہؤا۔ آخر قرعۂ فال ان دونوں احمدیوں کے نام پر پڑا۔ ان دونوں پر جو الزام عائد ہؤا اس کا ذکر حکومتِ افغانستان نے یوں کیا:۔

> "کابل کے دو اشخاص مُلّا عبدالحلیم چہار آسیانی، مُلّا نورعلی دکاندار قادیانی عقائد کے گرویدہ ہو چکے تھے اور لوگوں کو اس عقیدہ کی تلقین کرکے انہیں صلاح کی راہ سے بھٹکا رہے تھے۔ جمہوریہ نے ان کی اس حرکت سے مشتعل ہوکر ان کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ مجرم ثابت ہوکر عوام کے ہاتھوں پنج شنبہ ۱۱ رجب ۱۳۴۳ھ کو عدم آباد پہنچائے گئے۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا۔
>
> اور مملکتِ افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضہ سے پائے گئے تھے جن سے پایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھ بک چکے تھے۔ اس واقعہ کی تفصیل مزید تفتیش کے بعد شائع کی جائے گی۔"
>
> (اخبار امان افغان بحوالہ الفضل ۳ مارچ ۱۹۲۵ء صفحہ ۱۱)

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اس جگہ جن سازشی خطوط کا ذکر کیا گیا ہے مملکتِ افغانستان کبھی بھی ان کو ثابت نہ کر سکی اور پھر عجیب بات یہ تھی کہ "مزید تفتیش" تو ابھی ہونے والی تھی مگر سزا پہلے ہی دے دی گئی۔ اور اس الزام کی حقیقت صرف اتنی تھی کہ وہ افغانستان میں موجود برطانوی سفارت خانہ میں ملازم ایک احمدی دوست مکرم عبداللہ جان صاحب ابن حضرت مولوی غلام حسن خان صاحب سے ملنے کے لئے برطانوی سفارت خانہ گئے۔ احمدی بھائیوں کی یہ ملاقات جُرم قرار دی گئی۔

چنانچہ دونوں احمدیوں کو گرفتار کیا گیا اور قاضی عبدالرحمٰن صاحب کو وہ دامنی کے پاس پیش کیا گیا جہاں سے فتویٰ کفر و رجم دیا گیا۔ اس فیصلہ کو عدالتِ عالیہ نے برقرار رکھا اور رکھنا بھی تھا کیونکہ بے گناہی اور قصور کا تو کوئی سوال ہی نہ تھا انہوں نے خواہ مخواہ چند مظلوموں کو مارنا تھا کہ تخت و تاج بچایا جا سکے۔

واقعۂ شہادت

سزا دینے کے لئے ایک دن مقرر کیا گیا۔ علماء و باشندگانِ شہر کا ایک انبوہِ کثیر جلوس بنا کر قید خانے کے سامنے جمع ہوئے۔ دونوں مظلوم احمدیوں کو پابہ جولاں قید خانے سے نکال کر شیرپور چھاؤنی کی طرف لیجایا گیا اور ایک میدان میں گڑھا کھودا گیا تاکہ ان کو کمر تک زمین میں گاڑ کر ان پر پتھروں کی بارش برسائی جا سکے۔ دونوں مظلوم احمدیوں نے درخواست کی کہ ان کو عصر کی نماز باجماعت ادا کرنے کا موقع دیا جائے چنانچہ ان کو موقع دیا گیا اور دونوں فرشتہ سیرت احمدیوں نے نہایت خشوع و خضوع سے نمازِ عصر باجماعت ادا کی اور اپنے قاتلوں پر خاموشی سے حجت تمام کی کہ وہ کن لوگوں کو قتل کر رہے ہیں۔

حضرت مولوی عبدالحلیم صاحب اور حضرت قاری نورعلی صاحب نے بعد از فراغتِ نماز اپنے قاتلوں کے سرکردہ سے کہا کہ ہم کو زمین میں گاڑنے کی ضرورت نہیں ہم قبلہ رُخ بیٹھے رہتے ہیں آپ اپنا کام کریں یہ کہہ کر دونوں نے بلند آواز سے کلمہ شہادت

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

پڑھنا شروع کر دیا۔ قاتلوں نے چاروں طرف سے پتھروں کی بارش برسا دی اور چند منٹوں میں دونوں شہیدوں کے مبارک اجسام پتھروں کے ڈھیر کے نیچے دب کر نظروں سے اوجھل ہو گئے اور ان کی پاکیزہ اور مطہر روحیں اجسام سے الگ ہوکر اور سُرخرو ہوکر اپنے مولائے حقیقی کی طرف پرواز کر گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

(بحوالہ شہداء الحق صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۴ از حضرت قاضی محمد یوسف صاحب۔ ناشر حکیم عبداللطیف تاجر کتب لاہور مطبوعہ نقوش پریس لاہور۔ تاریخ طباعت درج نہیں)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے جماعت کو صبر و سکون کی نصیحت

شہدائے کابل کے اس حادثہ کی خبر جب قادیان پہنچی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اسی وقت بیت الدعا میں تشریف لے گئے اور دعا کی کہ الٰہی اس حکومت پر رحم فرما اور ان کو ہدایت دے۔ دعا کے بعد حضور نے ایک تقریر کی جس میں جماعت کو صبر و سکون سے کام لینے کی تلقین فرمائی اور ساتھ ہی آنے والی نسلوں کو نصیحت فرمائی کہ:۔

> "مجھے اس بات کا خیال نہیں آتا کہ گورنمنٹ افغان نے ہمارے آدمیوں کو سنگسار کر دیا ہے مجھے ڈر ہے تو اس بات کا ہے کہ ہماری نسلیں جب تاریخ میں ان مظالم کو پڑھیں گی اس وقت ان کا جوش اور ان کا غضب عیسائیوں کی طرح ان کو کہیں اخلاق سے نہ پھیر دے.......
>
> اس لئے میں آنے والی نسلوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب خدا تعالیٰ ان کو ہماری ان حقیر خدمات کے بدلے میں حکومت اور بادشاہت عطا کرے گا تو وہ ان ظالموں کے ظلم کی طرف توجہ نہ کریں۔ جس طرح ہم اب برداشت کر رہے ہیں وہ بھی برداشت سے کام لیں اور وہ اخلاق دکھانے

باقی صفحہ ۱۷ پر

بقیہ صـ۱۴ سے

انسان کے اختیار میں ہے اس کام سے بچنے کی پوری کوشش کریں، ورنہ ہمیشہ کے لیۓ آپ کے منہ پر داغ لگ جائے گا کہ ایک طرف تو آپ اس کو انسان کے لیۓ ضرر رساں خیال کرتے ہوئے اس کو حرام سمجھتے ہیں دوسری طرف آپ اس کو SERVE بھی کرتے ہیں، بعد میں جرمنی سے جو اطلاعات مجھے ملی ہیں ان کے مطابق بعض لڑکوں نے بڑی حیرت انگیز قربانی کا مظاہرہ کیا اور فوری طور پر بغیر کسی متبادل کام ملنے سے پہلے ہی استعفے دے دیئے۔

حضور اقدس نے فرمایا کہ حضرت اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی خبر دی تھی کہ جب دجّال دنیا میں ظاہر ہوگا تو اس کا غلبہ اور اس کا اثر سب قوموں پر چھا جائے گا اور اس طرح سرایت کر جائے گا کہ اگر کسی کو براہِ راست اثر نہیں پہنچا تو اس کا دھواں ضرور پہنچے گا، تو یہ دھوئیں والی بات ہے، مغربی معاشرے میں رہتے ہوئے یہ ناممکن ہے کہ کلیتہً حرام کے دھوئیں سے انسان محفوظ رہ سکے، دھواں تو بہرحال پہنچے گا، اس کے لیۓ پھر یہی ہو سکتا ہے کہ استغفار کریں اور حتی المقدور اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں۔

بقیہ صـ۱۵ سے

آف پھگلہ - c/o حاجی جان نثار صاحب، نثار ہوٹل - کشمیر روڈ مانسہرہ، ہزارہ، صوبہ سرحد)
ربوہ سے مکرم مستری مقصود احمد صاحب اپنے خط مورخہ ۵ اگست ۸۹ء میں لکھتے ہیں کہ

"میرا بیٹا عزیزم مبارک احمد جوبلی کے موقعہ پر جو بیس لڑکوں میں
"HUNDRED YEARS OF TRUTH"
کی بنیان پہننے کے جرم میں گرفتار ہو گیا تھا۔ اب بھی ہر ماہ تاریخ پر جاتا ہے۔ دعا فرماویں کہ بخیر و عافیت یہ مقدمہ ختم ہو جائے"

(اقتباس خط از مکرم مستری مقصود احمد صاحب، ابن مکرم مستری فضل الٰہی صاحب مرحوم، مکان نمبر ۱/۳ ریلوے روڈ، دارالرحمت شرقی الف۔ ربوہ - ۵ اگست ۸۹ء)

سات سو گنا ثواب

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (البقرۃ آیت ۲۶۳)

ترجمہ: جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر خرچ کرنے کے بعد نہ کسی رنگ میں احسان جتاتے ہیں اور نہ کسی قسم کی تکلیف دیتے ہیں ان کے رب کے پاس ان کے اعمال کا بدلہ محفوظ ہے نہ تو انہیں کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

پھر ایک دوسری جگہ فرماتا ہے:

وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ (الحج آیت ۳۶)

ترجمہ: اور ان لوگوں کو بھی خوشخبری دے دے جو اپنے پر نازل ہونے والی مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے ہماری خوشنودی کے لیۓ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

عَنْ خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من انفق نفقۃً فی سبیل اللّٰہ کتب لہ سبعمائۃ ضعف — (ترمذی باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ صفحہ ۱۹۶)

ترجمہ: حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

باقی صـ۱۴ پر

مجلسِ علم و عرفان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۸۷ء بمقام محمود ہال لندن

مرتبہ : محترمہ ثریا غازی صاحبہ (لندن)

سوال : ایک مسلمان اپنی دوکان یا ریسٹورنٹ میں شراب اور سوٴر کا کاروبار کرسکتا ہے یا حرام چیزوں کو بنا سکتا ہے یا بیچ سکتا ہے ؟ (ایک غیر از جماعت دوست کا سوال)

جواب : حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت واضح طور پر حرام کاموں میں شریک ہونے والے، ان کی مدد کرنے والے یہاں تک کہ اگر اس کاروبار کے متعلق معاہدہ لکھنے کی ضرورت پڑے تو ایسا معاہدہ لکھنے والے پر بھی لعنت ڈالی ہے۔ یہ تمام امتِ محمدیہ کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ سوٴر اور شراب کا براہِ راست کاروبار حرام ہے۔ لیکن یہ معاملہ یہاں پر ہی ختم نہیں ہوتا بلکہ اس سے آگے اس کی باریک شکلیں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور بالخصوص مغربی معاشرے میں رہائش پذیر مسلمانوں کے لئے کئی طرح کی دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں، مثلاً یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی خود تو شراب اور سوٴر کا کاروبار نہیں کرتا لیکن ایسے ریسٹورنٹ میں ملازم ہے جہاں یہ کام ہوتا ہے، اگر اسلام اس سے بھی کلیّۃً بند کر دے تو پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ سود بھی حرام ہے اس سے تعاون کرنے والے پر بھی لعنت ڈالی گئی ہے ایسی صورت میں بنکوں میں کام کرنے والے مسلمانوں کے متعلق کیا حکم ہے۔ پھر آگے یہ مسئلہ اور بھی پھیل جاتا ہے کہ جس معاشرے کی بنیاد سود پر ہو اور جس کا پورا مالی نظام حرام پر مبنی ہے اس میں ایک مسلمان رہ بھی سکتا ہے یا نہیں لہٰذا ہمیں کسی مقام پر حد لگانی پڑے گی اور اگر ضروری ہو اور کوئی متبادل راستہ نظر نہ آئے تو بعض چیزوں کو کراہت کے ساتھ قبول کرنا پڑے گا۔

حضور اقدس نے فرمایا کہ جرمنی میں مجھ سے یہ سوال پوچھا گیا گو وہاں ایسے احمدی تو بہت ہی کم تھے جو براہ راست ایسے کاروبار کرتے تھے لیکن اکثر احمدی بالواسطہ ایسے کاروبار میں ملوث تھے اس وقت میں نے ان کو یہی ہدایات دی تھیں کہ اگر کسی کا اپنا ریسٹورنٹ ہے اور اس میں شراب اور سوٴر کا کاروبار ہے تو اس کو فوراً ان دونوں چیزوں کو ختم کر دینا چاہئے ورنہ اس کو جماعت سے خارج کر دیا جائے گا۔ کیونکہ ایسے شخص کا جماعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہ سکتا ہے جس کے اختیار میں ہو اور پھر بھی وہ شراب اور سوٴر کا کاروبار کرے، دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو ہوٹلوں میں کام کرتے ہیں ان کی بھی آگے دو شکلیں ہیں ایک تو وہ ہیں جو انتظامیہ میں کام کرتے ہیں اس میں تو کوئی حرج نہیں ورنہ اس غیر مسلم معاشرے میں مسلمانوں کا رہنا ممکن نہ ہو کیونکہ ہر جگہ حرمت کا کوئی نہ کوئی پہلو موجود ہے۔ دوسری شکل یہ ہے کہ وہ خود سوٴر پکاتا ہے یا شراب یا سوٴر SERVE کرتا ہے یہ کافی مکروہ صورت حال ہے۔ اگرچہ براہ راست ان پر اس کاروبار کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی ایسے لوگوں کیلئے میری ہدایت تھی کہ جس قدر جلدی ہو سکے اس کے متبادل جگہ تلاش کرلیں۔ اور جس حد تک

باقی صہ ۱۲ پر

تحریکِ وقفِ نَو

(۱) تحریکِ وقف نو کا آغاز ۳ر اپریل ۱۹۸۷ء کو ہوا تھا، اور اس کا اعلان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا کہ اس تحریک کے ماتحت آئندہ دو سال میں پیدا ہونے والے بچوں کو وقف کیلئے پیش کیا جائے'۔ اب حضور اقدس نے ازراہ شفقت اس معیاد کو دو سال سے بڑھا کر چار سال کر دیا ہے' یعنی ۳ر اپریل ۱۹۹۱ء تک پیدا ہونے والے بچے اس تحریک وقف نو میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مزید براں حضور اقدس کی ہدایات کے مطابق اس میں وہی بچے شامل ہو سکتے ہیں جو

(i) ۳ر اپریل ۱۹۸۷ء کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔

(ii) یا اس تاریخ کے بعد ان کی پیدائش متوقع ہے۔

(iii) یا والدین وعدہ کرتے ہوں کہ آئندہ دو سال میں جو اولاد پیدا ہوئی اسے وہ وقف کیلئے پیش کریں گے'۔

(۲) اس تاریخ سے پہلے کے پیدا شدہ بچوں کو تحریکِ وقفِ نو کے تحت وقف کرنے کی درخواستیں نہ بھجوائی جائیں بلکہ تحریک جدید سے رابطہ قائم کرکے وقف اولاد کے تابع کروائی جائے۔

(۳) اجتماعی طور پر واشنگٹن مشن میں ایک فہرست بھجوانے کے علاوہ احباب انفرادی طور پر اپنا خط اور درخواست حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں بھجوائیں۔

(۴) درخواست بھجواتے وقت مندرجہ ذیل کوائف کا خیال رکھیں اور ان کو خط میں درج کریں'۔

(i) اپنا نام (iii) بچے کی والدہ کا نام

(ii) بچہ/بچی کا نام (iv) بچے کی تاریخ پیدائش

(v) اپنا مکمل موجودہ پتہ (vi) مستقل پتہ (اگر مختلف ہو)

بقیہ صـ۱۲ سے

جو شخص سچے طور پر میری پیروی کرتا ہے اور کوئی خیانت اس کے اندر نہیں اور نہ کسل نہ غفلت ہے اور نہ نیکی کی ساتھ بدی کو جمع رکھتا ہے وہ بچایا جائے گا لیکن وہ جو اس راہ میں سست قدم سے چلتا ہے اور تقوی کی راہوں میں پورے طور پر قدم نہیں مارتا یا دنیا پر گرا ہوا ہے وہ اپنے تئیں امتحان میں ڈالتا ہے۔ ہر ایک پہلو سے خدا کی اطاعت کرو اور ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کیلئے اب وقت ہے کہ وہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے ... پھر فرماتے ہیں، عزیزو! یہ دین کے لیے اور دین کی اغراض کیلئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ (بحوالہ کشتی نوحؑ صـ۱۰۹،۱۰۸)

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں: "میرے پیارے دوستو! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لیئے بخشا ہے اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان و عرفان کے لیئے مجھے عطا کی گئی ہے۔ اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذریت کو نہایت ضرورت ہے سو میں اس لیئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموال طیبہ میں سے اپنے دینی مہمات کیلئے مدد دیں اور ہر ایک شخص جہاں تک خدا تعالیٰ نے اس کو وسعت و طاقت و مقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے۔ اور اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدم نہ سمجھے"۔ (روحانی خزائن جلد سوم صـ۵۱۶)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

اب غفلت کا وقت نہیں رہا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

" بے خوف ہو کر مت رہو۔ استغفار اور دعاؤں میں لگ جاؤ اور ایک پاک تبدیلی پیدا کرو۔ اب غفلت کا وقت نہیں رہا۔ انسان کو نفس جھوٹی تسلی دیتا ہے کہ تیری عمر لمبی ہوگی۔ موت کو قریب سمجھو۔ خدا کا وجود برحق ہے۔ جو ظلم کی راہ سے خدا کے حقوق دوسروں کو دیتا ہے وہ ذلت کی موت دیکھیگا۔

(ملفوظات جلد دوم صـ۲۶۵)

یہ درد رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو

پاکستان کے مظلوم احمدیوں کے تأثرات

چک نمبر ۹۹ شمالی (ضلع سرگودھا) کے ایک طالب علم مکرم فرید احمد صاحب بٹ جو کہ گورنمنٹ کالج سرگودھا میں بی ایس سی فائنل ایر کے سٹوڈنٹ ہیں اپنے خط محررہ ۲۱ اگست ۸۹ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

"آج کل ۹۸ شمالی اور ۹۹ شمالی میں جماعت کے حالات خراب ہیں ... خاکسار مورخہ ۲۰ اگست ۸۹ کو سرگودھا شہر سے ٹیوشن پڑھ کر واپس اپنے گاؤں آرہا تھا کہ بس ۹۸ شمالی کے سٹاپ پر رکی تو میرے چچازاد جو غیر احمدی ہیں نے مجھے بتایا کہ ۹۸ شمالی میں دونوں طرف سے فائرنگ ہوئی ہے اور اس کے علاوہ ڈنڈوں کے ذریعہ سے دو احمدی شدید زخمی ہوگئے ہیں بہرحال تم بس میں اب سفر نہ کرو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کہیں ختم نبوت کے غنڈے تمہیں ماریں اس لیئے تم میرے ساتھ سائیکل پر بیٹھ جاؤ۔ میں اس کے ساتھ سوار ہوگیا جب ہم ۹۹ شمالی کے بس سٹاپ پر پہنچے تو ختم نبوت کے ہم۔ ۵۰ غنڈے وہاں جمع تھے اور کسی احمدی کی تلاش میں تھے تاکہ وہ کسی احمدی کو زد و کوب کرکے اپنی پیاس بجھا سکیں، یہ تمام ختم نبوت کے غنڈے چک ہی کے تھے جب نے للکارا کہ مرزائی کو پکڑو آج جانے نہ پائے اور اسے جان سے مار دو اور خوب گالی گلوچ کرنے لگے۔ ختم نبوت کے ایک غنڈے نے آگے بڑھ کر بارہ بور کی بندوق کا بٹ میرے کندھے پر مارا جو میں نے ہاتھ سے بلاک کیا جبکہ میں سائیکل پر سوار تھا۔ میرے چچا زاد بھائی نے مجھے مشورہ دیا کہ تم جلدی جلدی بھاگ جاؤ۔ میں اپنی جان بچانے کی خاطر بھاگ پڑا۔ میرے پیچھے تین چار غنڈے مجھے پکڑنے کیلئے دوڑے، ان میں سے ایک نے اونچی آواز میں کہا کہ اسے فائر کردو اور کام ختم کرو۔ فائر تو نہیں ہوا البتہ وہ مجھے پکڑنے کی کوشش کرتے رہے ان میں سے ایک مجھ تک پہنچا اور اس نے مجھے ایک تھپڑ مارا جو میں نے دائیں ہاتھ سے بلاک کیا پھر اس نے بھاگتے ہوئے پیچھے سے میری قمیض پکڑ لی میرے ہاتھ میں کتابیں تھیں وہ وہیں گر گئیں اور قمیض ساری پھٹ گئی اور میں بڑی مشکل سے جان بچا کر چک داخل ہوا اور گھر بخیریت پہنچا۔

حضور! خدا تعالیٰ نے مجھے شر سے بچانے کیلئے کوئی خاص انتظام کیا تھا کہ میں اسلحہ سے لیس ہم۔ ۵۰ آدمیوں سے بھاگنے میں کامیاب ہوگیا ......" (اقتباس از خط مکرم فرید احمد صاحب بٹ، چک نمبر ۹۹ شمالی ضلع سرگودھا)

مکرم منصور احمد صاحب مغربی جرمنی سے اپنے خط مورخہ ۲۷ اپریل ۸۹ء میں رقم طراز ہیں کہ:

"مانسہرہ کے رانا کرامت اللہ خان میرے خالو ہیں ان کا خط آیا ہے، انہوں نے لکھا ہے کہ ختم نبوت والوں نے ہماری ایک دوکان بند کروادی ہے، اب پہلے سے زیادہ مخالفت شروع ہوگئی ہے۔ دوکان کے سامنے آکر گالیاں دیتے ہیں ... پہلے ہی ان پر (یعنی خالو پر) دو تین مقدمے چل رہے ہیں، انہوں نے لکھا ہے کہ ہم نے سوچا تھا پیپلز پارٹی آگئی ہے یہ کام ختم ہو جائے گا لیکن اب پہلے سے زیادہ مخالفت شروع ہوگئی ہے ..."

(اقتباس از مکرم منصور احمد صاحب، شعال باغ ——— مغربی جرمنی)

پھگلہ سے مکرم سید محمد بشیر شاہ صاحب نے اپنے خط محررہ ۱۴ جون ۸۹ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں وہاں کے حالات بایں الفاظ تحریر کئے ہیں :

"گیارہ سالہ ضیاء الحق دور ختم ہوا لیکن باقیات پہلے سے زیادہ زور لگا رہے ہیں، ہمارے تین ملازموں کے مکان اکھیڑ کر لے گئے۔ اب ۵ جون ۸۹ء کو رہائشی مکان کو آگ لگا دی۔ مانسہرہ سے فائر بریگیڈ آیا، پولیس آئی مگر رپورٹ درج نہ کی۔ اے ایس پی ملک افضل ڈیرہ کا ہے کہتا تھا کہ بس جی ملاں بڑی طاقت ہے۔ ضیاء صاحب کہتے تھے کہ ملٹری، امریکہ، ملاں، تین ہی طاقتیں ہیں، ہم کیس درج نہیں کرتے۔ جلوس نکلیں گے۔ خدا کی طاقت کو سب کو بھول جاتے ہیں ......" (اقتباس از خط مکرم سید محمد بشیر شاہ صاحب

باقی صـ ۱۲ پر

باقی صث سے

ہر واقف کو تین زبانیں سیکھنا ہوں گی

:- پس تین زبانیں تو کم سے کم ہیں یعنی اس کے علاوہ کوئی زبان سیکھے تو چاہے جتنی چاہے سیکھے لیکن تین زبانوں سے کم کا تو کوئی سوال ہی نہیں۔ اس لئے یہ بھی بتانا ہوگا کہ جہاں تم پولش سیکھ رہے ہو یا ھنگیرین سیکھ رہے ہو۔ چیکوسلواکین سیکھ رہے ہو یا پولش سیکھ رہے ہو یا رومانین سیکھ رہے ہو یا البینین سیکھ رہے ہو۔ ساتھ ساتھ لازماً تمہیں اردو اور عربی بھی سیکھنی ہوگی اور اس کے بھی جہاں تک میرا علم ہے، اِن ممالک میں انتظامات موجود ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو تحریک جدید کو تو میں آغاز ہی سے یہ نصیحت کررہا ہوں کہ اردو اور عربی سکھانے کے لئے وڈیو کیسٹس تیار کریں اور آسان طریق پر ایسی وڈیو تیار کریں جن کا جماعت کے لٹریچر سے تعلق ہو اور اس میں (دینی۔ ناقل) اصطلاحیں استعمال ہوتی ہوں۔ کیونکہ اگر ہم بازار سے زبانیں سیکھنے کی بنی بنائی وڈیو لیں یا آڈیو کیسٹس لیں تو جو زبان اس میں سکھائی جاتی ہے وہ اکثر ہمارے کام کی نہیں ہے اس میں وہ تو یہ بتائیں گے کہ PORK (سؤر کا گوشت۔ ناقل) کس طرح مانگا جائے گا اور شراب کس طرح مانگی جائے گی اور ہوٹل میں کس طرح جاکر ٹھہرنا ہے اور ناچ گانے کے گھروں کی تلاش کس طرح کرنی ہے۔ روزمرہ کی اپنی زندگی کے مطابق انہوں نے زبان بنائی ہوئی ہے اس زبان سے ہمارے بچوں کو (دعوت الی اللہ۔ ناقل) کرنی کیسے آسکتی ہے۔ اس لئے زبان کا ڈھانچہ تو وہ سیکھ سکتے ہیں لیکن اس زبان کو معنی خیز الفاظ سے بھرنے کا کام لازماً جماعت کو خود کرنا ہوگا اور وہ ایک خاص منصوبے کے مطابق ہوگا تو دیر ہو رہی ہے۔ اب یہ بچے کھیلنے لگ گئے ہیں بعض دفعہ ان کی تصویریں آتی ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ جو چار سال پہلے بچہ پیدا ہوا تھا جو وقفِ زندگی تھا۔ اب وہ باتیں کرتا دوڑتا پھرتا اور ان کے ماں باپ بڑی محبت کے ساتھ ان کی تصویریں بھجواتے اور بعض دفعہ وہ اپنے ہاتھ سے چھوٹے موٹے خط بھی مجھے لکھتے ہیں۔ بعض ایسے بھی خط لکھتے ہیں کہ شروع سے آخر تک صرف لکیریں ڈالی ہوتی ہیں اور بچہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ میں نے خط لکھا ہے مگر اس خط کا بڑا مزہ آتا ہے کیونکہ ایک واقفِ زندگی کو شروع سے ہی (امام جماعت۔ ناقل) سے محبت پیدا کرنے کا یہ بھی ایک گُر ہے اس کے دل میں محبت ڈالنے کا کہ ذاتی تعلق پیدا ہو جائے بہرحال یہ کام تو ہو رہے ہیں لیکن جلدی اس بات کی ہے کہ ان کو سنبھالنے کے لئے جو ٹھوس تیاری ہونی چاہیئے۔ اس میں مجھے ڈر ہے کہ ہم پیچھے رہ رہے ہیں۔ اس لئے اس کام کی طرف توجہ ہونی چاہیئے اور جب تک تحریک جدید معین طور پر واقفین زندگی کو مطلع نہیں کرتی کہ تم نے یہ کام کرنے ہیں، دو کام تو ان کو پتہ ہی ہیں۔ دو نہیں تین اوّل تقویٰ کی بات میں نے کی ہے۔ بچپن ہی سے ان کے دل میں تقویٰ پیدا کریں اور خدا کی محبت پیدا کریں اور دو زبانیں جو سیکھنی ہیں۔ عربی اور اردو۔ وہ تو سب پر قدرِ مشترک ہیں۔ اس میں کوئی تفریق نہیں۔ کوئی امتیاز نہیں۔ ہر احمدی واقف نو عربی بھی سیکھے گا اور اردو بھی سیکھے گا۔ اس پہلو سے جہاں جہاں انتظامات ہو سکتے ہیں، وہاں وہاں وہ انتظامات کریں اور تیاری شروع کردیں۔

بقیہ صاا سے

میں ہم سے پیچھے نہ رہیں بلکہ ہم سے بھی آگے بڑھیں۔"

(الفضل ۱۹ر فروری ۱۹۲۵ء صفحہ ۶، ۷)

احمدیوں کی سنگساری پر انصاف پسند احباب کا احتجاج

احمدیوں کے ساتھ ہونے والے اِس ظلم پر دُنیا کے انصاف پسند حلقوں نے بھرپور احتجاج کے ساتھ اِس واقعہ پر نفرین بھیجی۔ احتجاج کرنے والوں میں دُنیا بھر کے مشہور علمی انصاف پسند احباب شامل تھے۔ ان میں مشہور برطانوی مورخ ایچ۔ جی۔ ویلز، نامور ادبی شخصیت سر آرتھر کانن ڈائل، سر آلیور لارج، کرنل سر فرانسس ینگ ہسبنڈ، تصوفِ اسلامی کے ماہر پروفیسر نکلسن، جناب محمد علی جوہر، جناب عبدالماجد دریابادی، مشہور صحافی سردار دیوان سنگھ مفتون، اور مسٹر گاندھی شامل تھے۔ (تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۴۷۶)

ہندوستان کے پریس کے بعض اقتباسات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ انڈین ڈیلی میل (بمبئی) ۱۴ر فروری ۱۹۲۵ء

"یہ خبر کہ کابل کے دو اور احمدی..... سنگسار کر کے موت کے گھاٹ اتارے گئے ہیں۔ امیرِ افغانستان کی شہرت کو سوائے چند متعصب ہندوستانی ملانوں کے حلقے کے اور کسی قوم میں نہیں بڑھائے گی۔"

۲۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور۔ ۱۷ر فروری ۱۹۲۵ء

"اِس بیسویں صدی میں ایسے ملک میں جو اپنے آپ کو دُنیا کی مہذب قوموں میں شمار کرے ایسے دِل سوز منظر کا واقعہ دل میں افسوسناک خیالات پیدا کرتا ہے۔"

۳۔ اخبار "ریاست" دہلی۔ ۲۱ر فروری ۱۹۲۵ء

"افغان گورنمنٹ کا یہ وحشیانہ فعل موجودہ زمانہ میں اِس قدر قابلِ نفرت ہے کہ جس کے خلاف مہذب ممالک جتنا بھی صدائے احتجاج بلند کریں کم ہے..... دُنیا میں کسی شخص کا مذہبی عقائد کی صورت میں حکومت کی طرف سے ظلم کیا جانا اور بے رحمی کے ساتھ قتل کیا جانا باعثِ شہادت ہوا کرتا ہے اور بِلا شُبہ نعمت اللہ اور اس کے دو شجاع اور بہادر قادیانی بھی شہید کہلائے جانے کے مستحق ہیں جنہوں نے اپنے عقائد کے مقابلہ پر دنیاوی لالچ اور راحت و آرام کی پرواہ نہ کی اور اپنے جسم کو پتھروں، اینٹوں اور دوسری بے جان چیزوں کے حوالے کردیا۔ ع

"ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما"

ہم جہاں افغان حکومت کے اِس ظالمانہ فعل کے خلاف نفرت اور انتہائی حقارت کا اظہار کرتے ہیں وہاں ان شہداء کے خاندان اور قادیانی فرقہ کے تمام لوگوں کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے اپنے عقائد پر مضبوط رہ کر دُنیا میں ظاہر کردیا کہ ہندوستان اب بھی اپنے عقائد کے مقابلہ پر بڑی مصیبت کو لبیک کہنے کے لئے تیار ہے۔"

۴۔ مدراس کے مشہور اخبار "مدراس میل" نے کلکتہ کے اخبار سٹیٹسمین کے حوالہ سے لکھا:۔

"یہ نہایت ظالمانہ فعل جو نیم سرکاری افسروں کی ہدایات کے بموجب عمل میں لایا گیا..... یہ ظاہر کرتا ہے کہ امیر جس نے بلند ارادوں اور مصلحانہ رُوح کے ساتھ اپنا کام شروع کیا تھا ..... قدامت پسند اور متعصب اثرات کے نیچے دب گیا ہے۔"

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۴۷۶، ۴۷۷)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے ایک دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہو اپنے بھائی کے خلاف تجسس نہ کرو۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح بھسم کر دیتا ہے جس طرح آگ ایندھن اور گھاس کو بھسم کر دیتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

ذیلی تنظیموں کے لئے لائحہ عمل

پانچ بنیادی اخلاق

سچ کی عادت

نرم اور پاک زبان کا استعمال

غریب کی ہمدردی اور دکھ درد دور کرنے کی عادت

وسعتِ حوصلہ

مضبوط عزم اور ہمت

"یہ وہ پانچ بنیادی اخلاق ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری تنظیموں کو خصوصیت کے ساتھ اپنے تربیتی پروگرام میں پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ اِن پر اگر وہ اپنے سارے منصوبوں کی بناء ڈال دیں اور سب سے زیادہ توجہ ان اخلاق کی طرف کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا فائدہ آئندہ سو سال ہی نہیں بلکہ سینکڑوں سال تک بنی نوع انسان کو پہنچتا رہے گا۔"

جلسہ سالانہ

امسال جلسہ سالانہ یوکے ۲۷، ۲۸ اور ۲۹ جولائی کو اسلام آباد میں اور جلسہ سالانہ امریکہ ۲۹، ۳۰ جون اور یکم جولائی کو ڈیٹرائٹ میں منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ۔ احباب نوٹ فرمالیں۔

ولادت باسعادت

مکرم عبدالقادر مبشر بھٹی صاحب اور مکرمہ زاہدہ مبشر صاحبہ آف میری لینڈ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۲۲ نومبر ۱۹۸۹ء کو تیسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود محترم چوہدری عبدالسمیع صاحب آف کنری سندھ کا پوتا اور محترم عبدالسلام صاحب اعوان آف ربوہ کا نواسہ ہے۔ بچے کا نام تبشر احمد بھٹی تجویز ہوا ہے۔ نومولود وقف نو میں شامل ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں بچے کے نیک، صالح اور روشن مستقبل کیلئے درخواست دعا ہے۔

جماعت احمدیہ امریکہ کیلئے

۱۹۹۰ء کے دوران اہم تقریبات

- ★ ۱۸ فروری بروز اتوار (بمطابق ۲۰ فروری) یوم مصلح موعود
- ★ ۱۸ مارچ بروز اتوار (بمطابق ۲۳ مارچ) یوم مسیح موعود
- ★ ۲۸ مارچ بروز بدھ آغاز رمضان المبارک (اندازاً)
- ★ ۲۶ اپریل بروز جمعرات عیدالفطر (اندازاً)
- ★ ۲۷، ۲۸، ۲۹ اپریل بروز جمعہ ہفتہ اتوار مجلس شوریٰ (کلیولینڈ)
- ★ ۱۲، ۱۳ مئی بروز ہفتہ اتوار اجتماع انصاراللہ
- ★ ۲۷ مئی بروز اتوار یوم خلافت
- ★ ۳ جولائی بروز منگل عیدالاضحیہ (اندازاً)
- ★ ۶ تا ۸ جولائی بروز جمعہ تا اتوار اجتماع خدام الاحمدیہ
- ★ ۲۴ اگست بروز جمعہ اجتماع لجنہ اماء اللہ
- ★ ۳۰ ستمبر بروز اتوار جلسہ سیرت النبیؐ
- ★ ۲۱ اکتوبر بروز اتوار جلسہ پیشوایان مذاہب

باقی صـ ۹ سے

ذمہ داری اور سب سے بڑا فرض سمجھتا تھا اور اس عہد کے کرتے وقت میرا دل یہ یقین رکھتا تھا کہ میں اس عہد کے کرنے سے اپنی طاقت سے بڑھ کر کوئی وعدہ نہیں کر رہا بلکہ خدا تعالیٰ نے جو طاقتیں مجھے دی ہیں انہیں کے مطابق اور مناسب حال یہ وعدہ ہے۔"